مولانا شاہ حکیم محمد اخترؒ حیات وخدمات

Life and Services of Maulana Shah Hakeem Mohammad Akhtar

خالق داد*

ABSTRACT

Molana Shah Hakeem Mohammad Akhter was born in 1923 in Partabgarh UP India. He received Medical Education from Unani Medical College Ellah Abad and Islamic Education under a great saint Shah Abdul Ghani Phoolpuri in Madrasa Bait ul Aloom. He was a born Sofi,an eminent Islamic scholar, a great philanthropist, an established writer and a great reformer. He wrote more than 200 books. He also established an Islamic University, Asharaf ul Madaris. Thousands of scholars are his pupils,followers and disciples. He imparted them both Aloom-e-Shareyat and Tareeqat. In 2001 he founded an Islamic NGO naming "Al-Akhtar trust International" for helping the suffering humanity. During these days society was ridden with un-Islamic trends and practices Shah Hakeem Mohammad Akhter emerged to rooted out these evils from the society. It will not be wrong to say that Shah Hakeem Mohammad Akhter like his spiritual mentor (Maulana Ashraf Ali Thanvi) was the real inherent of Ulama-e-deoband. The aim of this article is to present over view of biography and invaluable services which he rendered for tasawwuf and noble cause of humanity.

Keywords: Hakeem Mohammad Akhter, scholar, Writer, Philanthropist, Phoolpuri.

تعارف:

تصوف وطریقت کے آفتاب عالم تاب مولانا شاہ حکیم محمد اخترؒ نے اس وقت آنکھ کھولی جس وقت مسلمانوں کو ایک ہزار سالہ طویل عظیم الشان سلطنت کو کھوئے تقریباً 70 سال ہو چکے تھے۔ سیاسی تنزلی کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں کو 1857ء کی جنگ آزادی کے ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے ان کو دینی ودنیاوی علوم سے بے دخل کیا تھا۔ جس کی وجہ سے مسلمان علم کی میدان میں دیگر اقوام سے پیچھے رہ گئے تھے۔ دینی علوم کی کمی اور باطل قوں کا نظریہ باطلہ کے پرچار کیلئے کوششوں کی وجہ سے مسلمانوں میں ہندوانہ رسوم، بدعات اور دیگر روحانی بیماریاں عام ہو گئی تھیں۔ ان روحانی بیماریوں کے علاج، شرک وبدعت کے سد باب اور بے حیائی وفحاشی

* M.Phil Research Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.
Email: khaliqdadmkl@gmail.com

کے سامنے بندھ باندھنے کیلئے جس طرح آپؒ کے شیوخ نے بھرپور کوششیں کئیں، ان اولیاءاللہ کے زیر سایہ رہنے اور ان کے جانشین بننے کی وجہ سے آپؒ نے بھی ان خرابیوں کی اصلاح کیلئے اپنی زندگی وقف کرلی تھی۔ آپؒ نے اسلامی معاشرے میں پیدا ہونے والی بدعات وخرافات کے خاتمہ کیلئے عملی طور پر انتھک محنت کی اور اسلامی زندگی کا عملی نمونہ پیش کیا۔

ولادت:

حکیم محمد اخترؒ نے 1923ء میں ہندوستان کے صوبہ اترپردیش کے ضلع پرتاب گڑھ میں ایک چھوٹے سے قصبہ اٹھیہ میں مشہور بزرگ حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے سلسلہ نسب میں محمد حسین نامی ایک سرکاری ملازم کے گھر جنم لیا۔[1]

بچپن میں غلبہ دین ومحبت الٰہی:

آپ کی طبعیت بچپن سے ہی دین کی طرف مائل تھی اور دین سے تعلق رکھنے والی چیزیں آپؒ کو اس کم عمری میں ہی بہت اچھی لگتی تھیں۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ کم عمری میں ہی داڑھی، اسلامی کرتہ اور دینی وضع قطع مجھے بہت اچھی معلوم ہوتی تھی۔[2]

آپؒ بارہ سال کی عمر میں ہی غلبہ حُب دین کی وجہ سے آدھی رات کو اٹھ کر گھر سے کافی فاصلے پر جنگل میں واقع ایک مسجد میں چلے جاتے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے، تہجد پڑھتے، تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر میں مشغول رہتے اور یادالٰہی میں خوب گڑگڑا کر رویا کرتے۔ آپؒ کی والدہ ماجدہ اکثر آپ کو منع فرماتیں کہ اتنی رات کو اکیلے اس جنگل میں مت جایا کرو جہاں دور دور تک کوئی نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے آپ کی جان کو چوروں، ڈاکوؤں اور جنگلی درندوں سے خطرہ ہو۔[3] آپؒ کے والد کو آدھی رات کو آپؒ کے جنگل میں جاکر عبادت کرنے کا پتہ چلا تو ایک رات وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اس وقت مسجد آئے جب آپؒ تہجد کی نماز ادا کررہے تھے۔ انہوں نے آپؒ کو سمجھایا کہ سرکاری ملازمت کی وجہ سے میرے دوستوں کے ساتھ ساتھ بہت سے دشمن بھی ہیں، تم میرے اکلوتے بیٹے ہو، لہذا تم گھر پر نماز پڑھ لیا کرو، اس کے بعد آپ گھر پر ہی تہجد پڑھنے لگے۔[4]

ابتدائی دینی تعلیم:

مولانا حکیم محمد اخترؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں ''اٹھیہ'' میں حاصل کی۔ سب سے پہلے آپؒ نے قرآن مجید کو ناظرہ سے پڑھنا شروع کیا، کم عمری میں قرآن مجید ختم کیا۔ جب آپؒ کے والد کا تبادلہ ضلع سلطان پور ہوا تو وہاں کے جامع مسجد کے خطیب مولانا قاری صدیقؒ سے فارسی کی کتابیں غیر رسمی طور پڑھنا شروع کیں۔ ''کریما'' مکمل اور ''گلستان سعدی'' کے کچھ ابواب آپؒ نے مولانا قاری صدیقؒ سے پڑھے جو اس وقت فارسی کے مبتدی طلباء کو پڑھائے جاتے تھے۔[5]

عصری تعلیم:

آپؒ نے سکول کی مروجہ تعلیم اپنے شہر پرتاب گڑھ ہی میں حاصل کی۔ درجہ چہارم پاس کرنے کے بعد اپنے والد سے دینی علوم کے سیکھنے کیلئے دارالعلوم دیوبند جانے کی درخواست کی لیکن انہوں نے مڈل سکول میں آپ کا داخلہ کروایا۔ والد کے حکم کے سامنے

مجبور ہو کر آپ نے بادل نخواستہ درجہ ہفتم تک سکول میں پڑھا۔[6] آپ کا دل اگرچہ دنیاوی تعلیم میں نہیں لگ رہا تھا لیکن پھر بھی طلبِ علم کی رغبت ہونے کی وجہ سے اپنے ساتھیوں میں اپنی لیاقت اور قابلیت کی وجہ سے ممتاز تھے۔ آپ نے مڈل تک امتیازی نمبروں کے ساتھ تمام درجات پاس کیے۔ اس کے بعد آپ کے والد نے اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے آپؒ کو الٰہ آباد میں اپنی بہن کے ہاں بھیجا۔[7]

طبیہ یونانی کالج الٰہ آباد میں داخلہ:

مڈل پاس کرنے کے بعد آپؒ کے والد نے آپؒ کو طبیہ کالج ہمت گنج الٰہ آباد میں داخلہ دلوایا۔ آپؒ کی دینی مزاج اور علوم دینیہ کے اشتیاق کو مد نظر رکھتے ہوئے آپؒ کے والد نے آپؒ کو طب کی تعلیم کی تکمیل کے بعد عربی درسیات کی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی۔ اس طرح آپؒ نے تین سالوں 44-1942ء مذکورہ کالج میں علم طب کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد امتیازی نمبروں سے طب کی سند حاصل کی اور اپنے نام کے ساتھ حکیم کا لقب لگانے کے مستحق قرار پائے۔[8]

طبیہ کالج میں آپؒ کے استاد حکیم عثمانی صاحب ہندوستان کے مشہور زمانہ حکیم "محمد اجمل خان" کے شاگرد تھے جو انتہائی لائق تھے۔ حکومت کی طرف سے ان کو شفاء الملک کا خطاب ملا تھا، اس طرح آپؒ حکیم اجمل خان کے ایک واسطے سے شاگرد ہوئے۔[9]

طبیہ کالج ہمت گنج الٰہ آباد میں داخلہ کے وقت آپؒ کے والد نے فرمایا تھا، میں تمہیں طب کی تعلیم اس لئے دلوا رہا ہوں تاکہ دین تمہارا ذریعہ معاش نہ ہو اور دین کی خدمت تم صرف اللہ تعالیٰ کی رضاء کیلئے کرو۔[10]

والد صاحب کا سانحہ ارتحال:

طبیہ کالج کے تیسرے سال 1944ء میں آپ کے والد بیمار پڑھ گئے اور یہی بیماری بعد میں مرض الموت ثابت ہوئی تھی۔ آپ کو والد کی رحلت کا اس وقت پتہ چلا جب آپ کالج کا آخری پرچہ دے کر اپنے پھوپھی کے گھر پہنچے۔ والد کی رحلت کی خبر سے آپؒ کو بہت سخت صدمہ ہوا لیکن صبر کے دامن کو ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیا۔ گھر کے قریب واقع قبرستان جا کر دل کو سمجھایا کہ ایک دن تجھے بھی اسی مسکن میں دفن ہونا ہے اور حق تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا ہی عین عبدیت ہے۔[11]

بیت العلوم سرائے میر میں دینی علوم کا حصول:

دینی علوم کے حصول کے لیے مولانا حکیم محمد اختر نے اپنے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کے مدرسہ "بیت العلوم"، سرائے میر، ضلع اعظم گڑھ تشریف لائے۔ جس کے ساتھ آپ کا تعلق طیبہ کالج سے فراغت کے فوراً بعد ہوا تھا۔ آپ وقت کے بہت قدر شناس تھے اور وقت کے ضائع کرنے سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرتے تھے جبکہ عام طور پر دوران تعلیم اکثر طلبہ فضولیات میں وقت ضائع کرتے ہیں ان کو وقت کی قدر و قیمت کا احساس نہیں ہوتا وقت ایک عظیم سرمایہ ہے اس کا ضیاع انتہائی افسوس ناک ہے۔ کسی عربی شاعر کا شعر ہے کہ:　والوقت أنفس ما عنيت بحفظه　　وأراه أسهل ماعليك يضيع[12]

ترجمہ:　وقت ایک نفیس ترین شے ہے جس کی حفاظت کا تمہیں مکلف بنایا گیا ہے جبکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہی چیز

تمہارے پاس سب سے زیادہ آسانی سے ضائع ہو رہی ہے۔

یہی وقت کی قدر شناسی کا صلہ تھا کہ آپ نے مدرسہ بیت العلوم میں درس نظامی کا 8 سالہ کورس صرف چار سال کے قلیل عرصے میں نہ صرف مکمل طور پر پڑھ لیا تھا بلکہ اُس پر ایسا دسترس حاصل کر لیا تھا کہ آپؒ کے اساتذہ کرام بھی رشک کرنے لگے تھے۔[13]

آپ کے مختلف علوم وفنون کے اساتذہ کرام کا ذکر نہیں ملتا ہے البتہ صحاح ستہ اور حدیث کی دیگر تمام کتب آپ نے مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ سے پڑھیں۔1950ء کی دھائی میں آپ نے مشکوۃ المصابیح پڑھی اور اس سے اگلے سال بخاری شریف پڑھی۔[14]

آپ کا شیخ مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ اپنے استاد مولانا ماجد علی جونپوریؒ کے واسطے سے قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے شاگرد تھے۔اس طرح آپ صرف دو واسطوں سے قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے شاگرد تھے۔[15]

بیت العلوم سرائے میر میں فارسی تعلیم:

آپؒ نے تو ابتدائی فارسی تعلیم بچپن ہی میں غیر رسمی طور پر حاصل کی تھی اور باقاعدہ طور پر فارسی زبان کی تعلیم مدرسہ ''بیت العلوم'' کی فارسی کی درس گاہ میں حاصل کی۔ یہاں آپؒ کے فارسی کا استاد مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت اور متقی انسان تھے۔اس سے پڑھنے کے بعد آپؒ نے فارسی زبان میں اتنی مہارت حاصل کی کہ آپ نے مولانا جلال الدین رومیؒ کی مشہور کتاب ''مثنوی مولانا روم'' کی شاہکار شرح'' معارف مثنوی'' کے نام سے لکھ لی اور فارسی زبان میں آپ کا مجموعہ کلام ''مثنوی اختر'' کے نام سے منصہ شہود پر آچکا ہے۔[16]

دار العلوم دیوبند کی بجائے بیت العلوم میں پڑھنے کی وجہ:

طبیہ کالج سے فراغت کے بعد علوم شرعیہ کے حصول کے لئے آپ نے دار العلوم دیوبند کا رخ کرنے کی بجائے ایک گمنام مدرسے بیت العلوم میں داخلہ لیا۔ دار العلوم کی شہرت کی وجہ سے آپ کے جاننے والے طلباء آپ سے اکثر کہتے کہ بیت العلوم چھوڑ کر دار العلوم دیوبند میں داخلہ لے لو وہاں ایک تو دنیاوی آسائشیں یہاں کی نسبت زیادہ ہیں، اچھے کھانے ملتے ہیں اور دار العلوم کی آفاقیت و شہرت اور عوام وخواص میں اس کی مقبولیت ہے۔ تم اس گمنام مدرسے میں پڑھ کر کیا کرو گے، کوئی آپ کو پوچھے گا بھی نہیں اس طرح حصول علم کے دوران بھی اور بعد از فراغت بھی ذلتیں اور مشقتیں تمہاری مقدر ہونگی۔ بعض ساتھیوں نے یہ مشورہ دیا کہ کم از کم حدیث کی کتابیں دار لعلوم میں پڑھنی چاہیے لیکن آپ ان سے یہ فرمایا کرتے تھے، علوم ظاہری میرے نزدیک درجہ ثانوی میں ہے اور اللہ کی محبت اور علوم طریقت درجہ اولی میں ہے۔ جب دار لعلوم دیوبند جاؤں گا تو اپنے شیخ کی صحبت اور علوم طریقت سے محروم ہو جاونگا، جو علم کی روح ہے۔ اس لیے اپنے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کو چھوڑ کر دیوبند نہیں جا سکتا اور علوم طریقت ہی مجھے ہر شئے سے محبوب و مرغوب ہے۔ جہاں مجھے یہ دونوں علوم ملے تو اس کی خاطر مجھے ہر طرح کی مشقت اور ذلت قبول ہے۔[17]

ارباب بصیرت کے ہاں بھی یہ بات مسلم ہے کہ ہر محبوب و مرغوب چیز کو حاصل کرنے کے لئے اس سے کم مرغوب و

محبوب چیز سے دست بردار ہونا ضروری ہوتا ہے تو علم اعلیٰ درجہ کا مرغوب و محبوب اور ارفع قسم کا شرف ہے جو عرفان الٰہی کا سبب ہے اور یہ مشکل راستوں، دشوار گزار گھاٹیوں کی سیر کرکے حاصل ہوتا ہے۔ بہت سی چیزوں مثلاً وقت ،اہل و عیال، احباب کی محبت اور مباح چیزوں کی قربانی دیئے بغیر علم کا حصول ناممکن ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ :

لِكُلِّ شَيْءٍ آفَةٌ وَلِلْعِلْمِ آفَاتٌ[18]

ترجمہ: ہر شے کیلئے ایک آفت ہوتی ہے اور علم کے حصول کے لئے بہت ساری آفتیں ہوتی ہیں۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الْعلم عز لَا ذل فِيهِ لَكِن لَا ينَال إِلَّا بذل لَا عز فِيهِ۔[19]

ترجمہ: علم خود عزت مند ہے لیکن اس کا حصول ذلت و مشقت کے بغیر ناممکن ہے۔

ایک شاعر فرماتے ہیں۔

من لم يذق طعم المذلة ساعة قطع الزمان بأسره مذلولا[20]

ترجمہ: جو شخص پڑھنے میں تھوڑی سی ذلت برداشت نہیں کرسکتا وہ تمام عمر ذلت اُٹھاتا رہے گا۔

آپؒ نے مدرسہ بیت العلوم میں ایسا وقت گذارا کہ روکھی سوکھی اور دال بھی کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا چہ جائیکہ دار العلوم دیوبند کے طلباء کی طرح چھوٹے، بڑے گوشت کی بوٹیاں اڑاتے اور مرغن غذاؤں سے محظوظ ہوتے۔ کھانے میں اکثر دال ہونے اور وہ بھی کم پڑ جانے پر ایک دفعہ نوبت یہاں تک پہونچی کہ طلباء نے احتجاج کیا تھا۔ مدرسہ میں دیگر سہولیات کا بھی شدید فقدان تھا۔اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپؒ کے شیخ حضرت پھولپوریؒ کا اپنا ذاتی غسل خانہ تک نہ تھا۔ تالاب میں نہاتے تھے۔ طلباء قضائے حاجات کیلئے بیت الخلاء کی کھڈیوں میں جاتے جہاں بدبو و تعفن سے سانس گھٹنے لگتا یا پھر دور جنگل میں جاتے تھے۔[21] انہی مشقتوں اور ذلتوں کی سہنے کا صلہ مِن جانبِ اللہ یہ ملا کہ چار دانگ عالم آپؒ کے ورع و تقویٰ اور للٰہیت وعلوم کے چرچے تھے۔ آسمان تصوّف وطریقت کے خورشید بن کر ابھرے تھے اور آفاق عالم میں اپنا فیضان عام کیا تھا۔

شیخ ومرشد کی تلاش:

بچپن سے ہی آپؒ بطریق جذب آتش عشق الٰہی سے نوازے گئے تھے۔ جب بارہ سال کی عمر میں آپؒ درجہ چہارم میں زیر تعلیم تھے اس وقت ہی سے شیخ کامل کی تلاش تھی۔ آپ نے ضلع سلطان پور کے جامع مسجد کے امام و خلیفہ مجاز بیعت حضرت تھانویؒ ،حافظ ابوالبرکاتؒ سے بیعت کرنے کی درخواست کی تھی لیکن انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کی، کہ حضرت تھانویؒ نے مجھے مجاز بیعت للعوام بنایا ہے۔ آپ عوام میں سے نہیں ہیں،اس لیے میں بیعت نہیں کرسکتا۔[22]

طبیہ کالج میں داخلہ کے ابتدائی ایام میں آپ مولانا سراج احمد امروہویؒ کے درس قرآن کے محفل میں بیٹھا کرتے تھے۔ مولاناامروہویؒ الٰہ آباد میں ریلوے اسٹیشن کے قریب ''اللہ والی مسجد''میں اس وقت درس قرآن دیا کرتے تھے۔[23]

حضرت امروہویؒ کی صحبت سے استفادہ کرنے کے بعد آپ نے الٰہ آباد میں مولانا فضل الرحمٰن شاہ گنج مرادآبادیؒ کے سلسلہ کے بزرگ مولاناشاہ محمد احمد پرتاب گڑھیؒ کی صحبت سے فیضیاب ہوناشروع کیااور تین سال تک حضرت سے مستفید ہوتے رہے۔[24]

حضرت مولانااشرف علی تھانویؒ سے مکاتبت:

مولانااشرف علی تھانویؒ کا مشہور وعظ ''راحت القلوب"پڑھنے کے بعد حضرت تھانویؒ سے عقیدت ہوگئی اور طے کیا کہ اسی سلسلہ میں داخل ہونا ہے۔ حضرت تھانویؒ کی خدمت میں خط لکھا۔ وہاں سے حضرت کے خادم مولانا شبیر علی صاحب نے جوابی خط لکھاکہ حضرت تھانویؒ شدید بیمار ہیں خلفاء میں سے کسی کا انتخاب کریں۔ خط کا جواب ملنے کے چند دن بعد خبر معلوم ہوئی کہ حضرت اشرف علی تھانویؒ اس جہان فانی سے کوچ کرگئے ہیں۔[25]

حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ سے بیعت وارادت:

حضرت تھانویؒ کی رحلت کے بعد آپؒ تلاش مرشد کیلئے زیادہ بے چین رہنے لگے، اسی اثناء میں کسی دوست کے ذریعے معلوم ہوا کہ مولانا تھانویؒ کا خلیفہ اجل مولانا شاہ عبدالغنیؒ پھولپور میں مقیم ہیں۔ آپؒ نے حضرت پھولپوریؒ کو اپنا مرشد و مصلح منتخب کرنے کا فیصلہ کیااوران سے مکاتبت کا سلسلہ شروع کردیا۔ آپ نے حضرت پھولپوریؒ کو جو پہلا خط لکھا تھااس میں یہ شعر لکھا:

؎ جان ودل اے شاہ قربانت کنم دل ہدف را تیرِ مژگانت کنم

حضرت پھولپوریؒ نے جوابی خط میں آپ کو اپنے حلقہ ارادت میں قبول فرمانے کی خبر دی تھی اور ذکرواذکار کا بھی تلقین کیا تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ نے جواب میں لکھاکہ:

''آپ کامزاج عاشقانہ معلوم ہوتاہے اوراہلِ عشق اللہ کا راستہ بہت جلد طے کرتے ہیں، محبت شیخ مبارک ہو، محبتِ شیخ تمام مقاماتِ سلوک کی مفتاح ہے''۔[26]

حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ سے ملاقات:

مکاتبت کے ذریعے آپؒ اپنے شیخ سے بیعت تو ہوئے لیکن سفر کرکے شیخ سے ملاقات کرنے سے بعض موانع عارض تھے۔ آخر کار اٹھارہ سال کی عمر میں عیدالاضحیٰ سے قبل اپنی بیوہ والدہ سے اجازت لے کر پھولپور روانہ ہوگئے اور عین بقر عید کے دن نماز عید الاضحیٰ سے ایک گھنٹہ قبل صبح آٹھ بجے پھولپور میں اپنے شیخ کے خانقاہ پہنچے۔ حضرت شاہ عبدالغنیؒ اس وقت تلاوت میں مشغول تھے۔ حضرت سے سلام عرض کرنے کے بعد اپنا تعارف کرایااور آنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے ہاں چلہ گذارنے کا ارادہ ہے، جس کو سن کر حضرت پھولپوریؒ بہت خوش ہوئے۔[27]

حضرت پھولپوریؒ کی خدمت میں ایک چلہ کیا گزارنا تھا کہ حضرت نے دم آخر تک اپنا مستقل خادم بناڈالا۔ سترہ سالوں تک دن رات اپنے شیخ و مرشد کی صحبت کا شرف حاصل رہااور شیخ کی اس جانثاری وفداکاری سے خدمت کی، جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔[28]

بیوہ والدہ کا نکاح ثانی:

بیعت کے چار سال بعد آپؒ کے شیخ حضرت پھولپوریؒ کی اہلیہ انتقال کر گئیں۔آپؒ اپنے شیخ کے عقد ثانی کے لیے فکر مند ہوئے۔ اپنے والدہ محترمہ سے مشورہ کرنے کے بعد اس کا نکاح ثانی اپنے شیخ سے کروالیا۔آپؒ کی والدہ سے عقد ثانی فرمانے کے بعد حضرت پھولپوریؒ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اسی طرح امام محمدؒ کی والدہ صاحبہ سے حضرت امام ابو حنیفہؒ نے عقد فرمایا تھا۔[29]

شادی اور اولاد:

آپؒ کو اپنے شیخ حضرت شاہ عبد الغنیؒ کی جدائی اور اس کی صحبت اور خدمت سے محرومی گوارا نہ تھی۔اس لیے آپؒ نے اپنے وطن میں نکاح کرنے کی بجائے 1948ء میں پھول پور سے قریب ایک گاؤں ''کوٹلہ'' میں بہت صالحہ، قانتہ اور اللہ والی عورت سے نکاح کیا جو عمر میں آپؒ سے پندرہ سال بڑی تھیں لیکن ان کے تقویٰ و پرہیزگاری کا پورے گاؤں میں شہرہ تھا۔آپؒ کا نکاح نہایت سادگی سے ہوا۔اس گاؤں میں کوئی مولوی نہ ہونے کی وجہ سے آپؒ نے اپنا نکاح خود پڑھایا۔آپؒ کی اہلیہ کا انتقال 19 شعبان المعظم 1419ھ بمطابق 9 دسمبر 1998ء بروز بدھ دس بجے صبح کو ہوئی۔[30]حکیم صاحب کی اہلیہ کی بطن سے چار اولادیں ہوئیں۔ ان میں تین صاحبزادے اظہر، اطہر اور محمد مظہر جبکہ ایک صاحبزادی تھی۔دو صاحبزادے اظہر اور اطہر بچپن میں بلترتیب پانچ اور چھ سال کی عمر ہی میں وفات پاگئے تھے جبکہ مولانا محمد مظہر اور بیٹی بقید حیات ہیں۔آپؒ کے صاحبزادے محمد مظہر مدظلہ کی پیدائش پھولپور میں ہوئی تھی اور ابتدائی تعلیم بھی پھولپور میں حاصل کی۔آپؒ کی پاکستان ہجرت کے بعد دارالعلوم کراچی اور جامعہ اشرفیہ لاہور میں پڑھا۔آپ(محمد مظہر مدظلہ) کے اساتذہ میں مولانا مفتی عبد الرشید، مولانا ادریس کاندھلویؒ، قاری فتح محمد پانی پتیؒ، مولانا موسیٰ خان روحانی البازیؒ، مولانا عبید اللہؒ اور مولانا عبد الرحمٰن اشرفی جیسے علم و عمل کے پیکر بزرگان دین شامل ہیں۔ مولانا محمد مظہر کا اصلاحی تعلق محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئیؒ سے تھااور حضرت ہردوئیؒ نے آپ کو اجازت بیعت سے بھی نوازا۔[31]

پاکستان ہجرت:

آپؒ پہلی دفعہ دسمبر 1958ء کو اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوریؒ کے ساتھ عارضی طور پر پاکستان تشریف لائے تھے اور 22 جنوری 1959ء کو واپس شیخ کے ساتھ ہندوستان گئے۔1960ء میں آپؒ کا شیخ حضرت پھولپوریؒ نے مستقل طور پر پاکستان ہجرت فرمائی تھی اور آپ نے بھی ان کے ساتھ پاکستان ہجرت فرمائی۔ کراچی کے علاقے ناظم آباد نمبر 4 میں آپؒ نے اپنے شیخ کے ساتھ قیام فرمایا۔ شروع میں ایک سال تک اپنے اہل وعیال کو بوجوہ پاکستان منتقل نہ کر سکے تھے۔ایک سال بعد اپنے اہل وعیال کو بھی پاکستان منتقل کیا۔[32]

حضرت شاہ ابرار الحق صاحب ہر دوئی سے بیعت:

حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوریؒ نے وفات کے وقت اگرچہ آپؒ کو فرمایا تھا کی میرے بعد کسی سے بیعت ہونے کی ضرورت نہیں ہے یعنی آپؒ کا اصلاح کامل ہو چکی ہے۔ لیکن پھر بھی راہ طریقت کے عمومی اصول کے تحت آپؒ نے اپنا اصلاحی تعلق حضرت شاہ ابرار الحق ہر دوئیؒ کے ساتھ قائم کیا تھا۔[33]

ذریعہ معاش:

آپؒ کے والد محترم نے طبیہ کالج الٰہ آباد ہندوستان سے طب کا کورس کروایا تھا۔ آپؒ ایک مستند، حاذق اور ماہر حکیم تھے۔ مدرسہ بیت العلوم میں طالب علمی کے دور سے ہی آپؒ نے حکمت کا کام شروع کیا تھا، طلباء اور عام لوگ آپؒ سے علاج کراتے تھے۔ دور طالب علمی میں ہی آپ مختلف جڑی بوٹیوں سے ایک معجون ''معجون اشرفی'' کے نام سے تیار کر کے بیچتے تھے۔ دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ نے کئی دفعہ باقاعدہ طور پر اپنے دواخانے اور مطب قائم کئے تھے۔ شیخ کی خدمت اور محبت میں تین دفعہ اپنے دواخانوں کو نیلام کرنا پڑا۔ عزیز آباد کراچی میں آپؒ نے ایک بڑا دواخانہ قائم کیا تھا لیکن حضرت پھولپوریؒ کی محبت میں بغیر کسی قیمت کے ایک حکیم صاحب کو خیرات کر دیا تھا۔ جب آپؒ کا کوئی ذریعہ معاش نہ ہوتا تو آپؒ کا شیخ ثانی حضرت شاہ ابرار الحقؒ ہر دوئی ہندوستان سے آپؒ کو گذر اوقات کیلئے ایک معقول رقم بھیجا کرتے تھے۔[34]

ناظم آباد سے جب آپؒ گلشن اقبال بلاک نمبر دو کراچی منتقل ہوئے تو وہاں پر ایک دواخانہ ''مطب اشرفی'' اور ایک کتب خانہ ''کتب خانہ مظہری'' کے نام سے قائم کیا تھا جو آج تک قائم ہیں۔

تصنیفات و تالیفات:

کسی بھی ذی استعداد شخص کی علمیت و قابلیت کا اندازہ اس کی تصنیفات و تالیفات سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس کی تصنیفات و تالیفات کتنی ہیں، کیسی ہیں، اور ان کے مضامین کی جامعیت اور اس میں ربط و تسلسل کیسا ہے۔ آپؒ چونکہ تصوّف و طریقت سے مناسبت رکھتے تھے اور آپؒ نے پوری زندگی مخلوق خدا کا تعلق خالق کائنات سے جوڑنے اور لوگوں کے دِلوں میں دردِ محبت الٰہی و تعلق نسبت مع اللہ پیدا کرنے کیلئے وقف کر رکھی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ کی تصنیفات و تالیفات میں تصوّف و طریقت کا رنگ ہی غالب ہے۔ آپؒ کی کتب کی تعداد 200 سے بڑھ کر ہے۔ ان پر مفصل لکھنے کیلئے باقاعدہ ایک عظیم دفتر کی ضرورت ہے۔ اس لیے آپؒ کے شہرہ آفاق کتب میں سے ایک دو کا اجمالی تذکرہ کرتے ہیں اور باقی میں سے صرف چند کتب کے نام لکھنے پر ہی اکتفاء کرتے ہیں تا کہ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کا مصداق بن جائے۔

آپؒ کی کتب میں سب سے پہلا اور اہم و شہرت یافتہ کتاب مولانا جلال الدینؒ کی شہرہ آفاق کتاب ''مثنوی مولانا روم'' کی شرح ''معارف مثنوی'' ہے جس میں آپؒ کے اشعار کا قرآن و حدیث کی روشنی میں تشریح کی ہے۔ اس شرح کے آخر میں آپؒ کا

فارسی مجموعہ کلام ''مثنوی اختر'' بھی اب چھپ چکا ہے۔آپؒ کی دوسری اہم کتاب ''رسول اللہ ﷺ کی نظر میں دنیا کی حقیقت'' ہے جس میں آپؒ نے حدیث کی مشہور کتاب ''مشکوٰۃ المصابیح'' کی کتاب الرقاق سے احادیث کا انتخاب کر کے ان کی تشریح وتوضیح مشکوٰۃ شریف کی مستند شرح ''مظاہر الحق'' کی روشنی میں کی ہے۔

علاوہ ازیں آپؒ کی کتب میں خزائن القرآن، خزائن الحدیث، خزائن شریعت و طریقت، خزائن معرفت و محبت، معرفت الٰہیہ، کشکول معرفت، معارف شمس تبریز، درسِ مثنوی، فغان رومی، معارف ربانی، بد نظری و عشق مجازی کی تباہ کاریاں اور آپؒ کے مجموعہ کلام فیضان محبت، آئینہ محبت وغیرہ تقریباً47 بڑی کتابیں ہیں۔ مختلف موضوعات پر مشتمل آپؒ کے مواعظ جن کی تعداد 109 ہے وہ بھی مواعظ حسنہ کے نام سے آپؒ کی زندگی ہی میں کتابی شکل میں چھپ چکے ہیں۔آپؒ کے کچھ مواعظ جو آپؒ کے خدام نے صرف کیسٹوں میں محفوظ کیے تھے اور منصہ شہود پر نہیں آئے تھے وہ آپؒ کی رحلت کے بعد خادم خاص و خلیفہ مجاز سید عشرت جمیل میرؒ نے '' مواعظ اختر'' کے نام سے ترتیب دے کر کتابی شکل میں چھپوائے ہیں جن کی تعداد 81 ہے۔ان تمام کتب کے حقوق محفوظ کرانے سے آپؒ نے اپنی حقیقی اور روحانی اولادوں کو منع فرمایا ہے اور ان سے کسی طرح بھی نفع کے حصول پر پابندی لگائی ہے تاکہ ہر شخص اس کو چھاپ کر کے افادہ عامہ کی خاطر ان کو عام کر دیں۔[35]

جامعہ اشرف المدارس (بنین وبنات):

1980ء میں اپنے شیخ حضرت ابرار الحق ہردوئیؒ کے حکم کے مطابق اپنا مکان فروخت کر کے گلشن اقبال بلاک نمبر2 میں ایک 1300 مربع گز کا ایک پلاٹ لیکر اس میں مسجد اشرف، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ اور اشرف المدارس کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا۔ وقت گذرنے کے ساتھ طلباء کا تعداد اتنا بڑھا کہ طلباء کے لیے جگہ کم پڑنے لگا۔اس کے بعد آپؒ نے سندھ بلوچ سوسائٹی گلستان جوہر بلاک نمبر12 میں 4000 مربع گز کا ایک وسیع پلاٹ لیکر اس پر ایک وسیع بیسمنٹ کے ساتھ چھ منزلوں، دو سو بیس کمروں پر مشتمل ایک عظیم الشان عمارت،''جامعہ اشرف المدارس'' کے نام سے قائم کی۔[36]جس میں پانچ ہزار سے زائد ملکی وغیر ملکی طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ان کی تمام اخراجات جامعہ کے ذمے ہیں۔[37] جامعہ میں درج ذیل شعبے قائم ہیں۔

شعبہ کتب درسِ نظامی، حفظ القرآن، شعبہ تخصص فی الحدیث، شعبہ بنات، لائبریری، مطبخ و دار الاقامہ، شعبہ برائے اصلاحی تربیتِ طلباء، شعبہ مالیات۔[38]

دار الافتاء:

جامعہ اشرف المدارس کے زیر انتظام 2000ء میں ایک دار الافتاء قائم کیا گیا ہے۔ جو لوگوں کے فون، آن لائن اور بالمشافہ پوچھے گئے سوالات کے جوابات قرآن وسنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں دیتا ہے۔اس دار الافتاء سے گزشتہ تیرہ سالوں میں جاری ہونے والے فتاویٰ کی تعداد 24000 سے بھی زیادہ ہے۔ان تمام فتویٰ جات پر تبویب کا کام بھی ہو چکا ہے، جو باقاعدہ طور پر 140 جلدوں

میں کتابی شکل میں محفوظ ہیں۔[39]

المظہر انسٹیٹوٹ (برائے کمپیوٹر وماڈرن لینگوجز):

عصری تعلیم کے فروغ کے لیے جامعہ کے زیر انتظام "المظہر انسٹیٹیوٹ" کے نام سے ایک جدید عصری تعلیمی ادارہ بھی حضرت حکیمؒ کے حکم سے قائم کیا گیا ہے۔اس ادارے کا مقصد عصرِ حاضر میں مذہبی اور عصری تعلیمات کے درمیان خلا کو ختم کرنا ہے۔ اس ادارے میں عربی، انگریزی زبانوں کی تعلیم، کمپیوٹر کے جدید کوسز اور مینجمنٹ سائنس کے کورسز مدرسہ کے طلباء کو بلا معاوضہ کرائے جاتے ہیں۔ مدرسہ اشرف المدارس کے طلباء کے علاوہ حضرت کے مریدین و متعلقین، ان کے بچے اور عوام الناس بھی اس ادارے سے استفادہ کررہے ہیں۔[40]

المظہر اسکول آف ایکسی لینس:

مدرسہ اشرف المدارس کے زیر انتظام آپؒ نے ان طلباء کے لیے ایک سکول بھی قائم کیا ہے جن کے والدین ان کو باقاعدہ طور پر مدرسوں میں پڑھانے کے لیے راضی نہیں ہوتے۔اس سکول میں مکمل اسلامی ماحول میں طلباء کو دینی اور جدید عصری علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔یہ سکول "کمپیوٹرائز لینگویج لیب" اور "ملٹی پرپز آڈیٹوریم ہال" سے آراستہ ہے۔اس سکول میں طلباء کو "اولیول" تک تعلیم دی جاتی ہے۔[41]

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ:

1980ء میں اپنے شیخ ہردوئیؒ کے حکم کی تعمیل میں آپؒ نے اشاعت حق و تبلیغ دین کے خاطر "خانقاہ امدادیہ اشرفیہ" کے نام سے اپنے اسلاف کے طرز پر ایک خانقاہ قائم کیا 1993ء میں اس کا ایک شاخ گلستان جوہر بلاک 12 میں سندھ بلوچ سوسائٹی میں قائم فرمایا۔اب اس کی شاخیں آپؒ کے مریدیں، منتسبین اور خلفاء نے پاکستان کے تمام بڑے شہروں سمیت برطانیہ، جنوبی افریقہ، بنگلہ دیش، موریطانیہ، امریکہ، بھارت، کینیا، ماریشس، ری یونین، ملاوی، برما، ترکی وغیرہ ممالک میں قائم کیے ہیں اور وہاں پر اشاعت حق کا کام جاری ہے۔[42] آپؒ کے مریدں و منسلکین اور دیگر عوام جو خانقاہ سے دوری یا مصروفیت کی وجہ سے مجالس ذکر وغیرہ میں شرکت نہیں کرسکتے ان کے لیے آپؒ نے www.khanqah.org کے نام سے ایک ویب سائیٹ لانچ کیا ہے جس پر خانقاہ کے روزانہ کے مجالس ذکر اور دیگر معمولات ہر روز باقاعدگی سے ڈالے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت حکیمؒ کی تمام کتب، مواعظ حسنہ اور آپؒ کے محفوظ شدہ بیانات بھی اس ویب سائیٹ پر موجود ہیں۔اس سائیٹ تک رسائی بالکل مفت ہے۔[43]

ماہنامہ الابرار:

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے ترجمان کے طور پر مولانا حکیم محمد اخترؒ نے ایک مؤقر اور اصلاحی رسالہ ماہنامہ الابرار کے نام سے جاری کیا تھا۔اس کے بانی آپؒ خود ہیں، سرپرست آپؒ کے جانشین مولانا حکیم محمد مظہر مدظلہ ہیں، جب کہ مدیر مولانا محمد ابراہیم

صاحب ہیں۔ماہنامہ الابرار ہر ماہ پابندی سے شائع ہوتا ہے، یہ ایک خالص دینی، علمی اور اصلاحی رسالہ ہے۔ اس رسالے کو اس کی اشاعت کے پہلے ہی شمارہ سے انتہائی مقبولیت ملی ہے اور عوام و خواص میں بہت مقبول ہے۔[44]

الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل:

آپؒ نے دکھی، لاچار اور بے آسرا انسانوں کی خدمت کیلئے الاختر ٹرسٹ کے نام سے فلاحی ادارہ بنایا جس میں بلا رنگ ونسل اور مذہب کے تمام انسانوں کی خدمت کی جاتی تھی۔اس ٹرسٹ میں ہسپتالیں، بنیادی صحت کے مراکز، ایمبولینس سروس، قدرتی آفات میں متاثر ہونے والے افراد کیلئے زندگی کی بنیادی ضروریات کی فراہمی، بے گھر افراد کیلئے مفت گھروں کا انتظام اور دیگر بہت سے رفاہی و فلاحی کام شامل تھے۔اس ٹرسٹ کے منتظم اعلیٰ آپؒ کے فرزند مولانا حکیم محمد مظہر تھے۔اس ٹرسٹ نے قلیل عرصے میں بہت ترقی کی اور ملک کے طول وعرض میں انسانی ہمدردی کے بنیاد پر انسانیت کی فلاح وبہبود کی خدمت بلا تفریق رنگ ونسل اور مذہب کے کیا۔[45]

الاختر میڈیکل سینٹر:

14اگست 2002ء کو آپؒ نے سندھ بلوچ سوسائٹی میں ''الاختر میڈیکل سنٹر'' کے نام سے جدید سہولیات سے مزین ایک ہسپتال قائم فرمایا جہاں آپؒ کے مریدین، خلفاء، مدرسہ اشرف المدارس کے طلباء اور دیگر مستحق لوگوں کا علاج بالکل مفت کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عام لوگوں کی عزت نفس اور سفید پوشی کا خیال رکھتے ہوئے انتہائی کم فیس لیا جاتا ہے۔[46]

کتب ومواعظ کی مفت تقسیم:

آپؒ کے مواعظ حسنہ ومواعظ اختر شروع دن سے مفت تقسیم کیے جارہے ہیں۔اصلاح الناس کے خاطر ان کو آسان اور عام فہم بنانے کے لیے پاکستان کے اکثر زبانوں سمیت عربی، فارسی، انگریزی، جرمن، فرانسیسی، چینی، ملیشیائی، لاطینی، پرتگالی، زولو، بنگلا، برمی، ہندی، گجراتی وغیرہ غیر ملکی مشہور زبانوں میں ترجمہ ہوچکے ہیں اور گذشتہ تیس سالوں سے کروڑوں کی تعداد میں فی سبیل اللہ تقسیم ہوتے آرہے ہیں۔اب بھی یہ سلسلہ پہلے کی طرح جاری وساری ہے۔ کوئی بھی شخص متعلقہ خدام سے رابطہ کرکے گھر بیٹھے بذیعہ ڈاک بھی مفت حاصل کرسکتا ہے۔[47]

مکتبہ جبرئیل (ڈیجیٹل لائبریری):

آپؒ کی زندگی ہی میں آپؒ کے خانقاہ کی اشاعت حق کے شعبے نے ایک ڈیجیٹل لائبریری قائم کی جس میں آپؒ کے جملہ کتب ومواعظ کے علاوہ بہت سے جید علماء کرام کی دینی علوم وفنون سے متعلق ہر قسم کی ہزاروں کتابیں وہاں مفت میں دستیاب ہیں۔ان کو مطالعہ بھی کیا جاسکتا ہے اور ڈاؤن لوڈ بھی۔ عوام الناس کی سہولت کیلئے آج کل اس کا ایپ گوگل پلے سٹور پر بھی دستیاب ہے۔اس مکتبہ کی یہ خاصیت ہے کہ بندہ آسانی کے ساتھ اپنا مطلوبہ مواد کئی طریقوں سے تلاش کرسکتا ہے۔[48]

مطب اشرفی:

آپؒ نے گلشن اقبال میں خانقاہ، مدرسہ اور مسجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ دکھی انسانیت کی خدمت کیلئے دواخانہ ''مطب اشرفی'' کے نام سے قائم فرمایا جس میں غریب اور مستحق لوگوں کو مفت علاج کے ساتھ دوائی بھی مفت فراہم کی جاتی تھی۔آپؒ کا قائم کردہ یہ مطب ابھی تک موجود ہے۔

کتب خانہ مظہری:

دین حق کی اشاعت اور جہالت کے خاتمے کے لیے آپ نے گلشن اقبال میں ''کتب خانہ مظہری'' کے نام سے ایک کتب خانہ قائم فرمایا تھا جس نے اشاعت حق کے لیے بے بہا خدمات سرانجام دی ہیں۔اس کتب خانے میں علماء حق کی کتابوں کا دیدہ زیب انداز میں اعلیٰ کاغذ پر طباعت کی جاتی ہے اور تبلیغ دین کی خاطر نہایت سستے داموں ہر عام و خاص کے لیے دستیاب ہیں۔

سفر آخرت:

آپؒ پر 31 مئی 2000ء میں فالج کا حملہ ہوا تھا اور اسی بیماری سے 13 سالوں تک علیل رہے۔آپؒ کی بیماری میں کبھی شدت آجاتی اور کبھی کافی حد تک افاقہ ہوجاتا مئی 2013ء کے آخری عشرے میں بیماری میں ایک بار پھر شدت آئی جس کی وجہ سے یہ آفتاب عالم تاب 23 رجب المرجب 1434ھ بمطابق 2 جون 2013ء بوقت 7 بجکر 42 منٹ پر اپنے ہزاروں مریدین، منتسبین اور متوسلین کو داغ فرقت دیکر اس جہان فانی سے ہمیشہ کیلئے دارالابد کی طرف کوچ فرما گئے۔[49]

خلاصہ بحث:

مختصراً یہ کہ مولانا حکیم محمد اختؒر نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی اصلاحی تقاریر و تحاریر کے ذریعے بے شمار لوگوں کی اصلاح کی اور اپنے فیض علمی و روحانی سے دنیا کے بیشتر ممالک سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد کو مستفیض و مستفید فرمایا۔ آپؒ نے تبلیغی واصلاحی خدمات کے ساتھ علمی و تصنیفی اور فلاحی خدمات بھی سرانجام دیں۔آپؒ کے قلم فیض رقم سے دوسو سے زائد تالیفات وتصنیفات منصہ شہود پر آئیں۔علاوہ ازیں جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ کرتے ہوئے آپؒ نے انٹرنیٹ کے ذریعے بھی فروغ علم و تبلیغ دین کی بھرپور کوشش کی ہے۔آپؒ نے عوام الناس وخواص کے استفادہ کیلئے ''مکتبہ جبرئیل'' کے نام سے ایک آن لائن اسلامی لائبریری اور کئی ویب سائیٹز لانچ کئے ہیں۔دکھی انسانیت کی خدمت کے واسطے آپؒ نے ایک عظیم ادارہ ''الاختر ٹرسٹ انٹرنیشل'' کا قیام عمل میں لایا تھا۔الغرض آپؒ نے تبلیغ، تقریر، تحریر، تصنیف وتالیف اور رفاہ عامہ کے حوالے سے گرانقدر اور ناقابل فراموش خدمات سرانجام دی ہیں۔آپؒ ایک عظیم عالم، بے مثال مصلح، ممتاز مؤلف ومصنف، مجذوب شاعر، بے نظیر خادم خلق اور ایک عارف و شیخ کامل تھے۔آپؒ نے ساری زندگی اپنے شیوخ مولانا عبدالغنی پھولپوریؒ، شاہ ابرارالحق ہردوئیؒ اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تعلیمات وارشادات کے مطابق گزاری اور ان کے مسلک ومشرب پر کاربند رہے۔

حوالہ جات

[1]ندوی، محمد اسجد قاسمی(ڈاکٹر)، اختر تاباں، مرکز الکوثر التعلیمی والخیری، مراد آباد، انڈیا، 2014ء، ص14
[2]میر، سید عشرت جمیل، حالات زندگی اور سانحہ وفات، ادارہ تالیفات اختریہ، کراچی، س ن، ص14-15
[3]اخوان، جلیل احمد، مولانا، تذکرہ مجمع البحار، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال، کراچی، 2016ء، ص19
[4]شاہ، حکیم محمد اختر، مولانا، ترجمۃ المصنف، کراچی، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال، 2015ء، ص7
[5]ایضاً، ص8
[6]ندوی، محمد اسجد قاسمی(ڈاکٹر)، اختر تاباں، ص15
[7]شاہ، حکیم محمد اختر، مولانا، ترجمۃ المصنف، ص8
[8]اخوان، جلیل احمد، مولانا، تذکرہ مجمع البحار، ص29
[9]میر، سید عشرت جمیل، حالات زندگی اور سانحہ وفات، ص35
[10]ایضاً
[11]شاہ، حکیم محمد اختر، مولانا، ترجمۃ المصنف، ص9
[12]الحازمی، أحمد بن عمر، شرح الأصول الثلاثة، دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشيخ الحازمي، ج4، ص 3
[13]میر، سید عشرت جمیل، حالات زندگی اور سانحہ وفات، ص 28
[14]میر، سید عشرت جمیل، رشک اولیاء حیات اختر، ادارہ تالیفات اختریہ، کراچی، 2017ء، ص 37
[15]شاہ، حکیم محمد اختر، مولانا، ترجمۃ المصنف، ص17
[16]میر، سید عشرت جمیل، رشک اولیاء حیات اختر، ص 35
[17]میر، سید عشرت جمیل، حالات زندگی اور سانحہ وفات، ص 28-29
[18]ملاعلی قاری، علي بن(سلطان)محمد، مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، دار الفكر، بيروت، 1422، ج1، ص332، حديث 265
[19]الوَصابي، محمد بن عبد الرحمن، نشر طيّ التعريف في فضل حملة العلم الشريف والرد على ماقتهم السخيف، جدة، دار المنهاج، 1417، ج1، ص186
[20]النووي، يحيى بن شرف، التبيان في آداب حملة القرآن، دار ابن حزم للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، 1414، ج1، ص50
[21]میر، سید عشرت جمیل، رشک اولیاء حیات اختر، ص 38،39
[22]میر، سید عشرت جمیل، حالات زندگی اور سانحہ وفات، ص 5
[23]ندوی، خطیب الرحمٰن، مولانا، مختصر حالات زندگی، سہ ماہی فغان اختر، شیخ العرب والعجم نمبر، محرم تا ربیع الاول1435ھ، ج1، ش1، ص241
[24]ندوی، محمد اسجد قاسمی(ڈاکٹر)، اختر تاباں، ص17-18
[25]شاہ حکیم محمد اختر، مولانا، ترجمۃ المصنف، ص8-9

[26]اخوان، جلیل احمد،مولانا، سفرنامہ حرمین شریفین،خانقاہ امدادیہ اشرفیہ ،کراچی، 2016ء، ص23-24

[27]شاہ حکیم محمد اختر، مولانا،ترجمۃ المصنف،ص13-14

[28]شاہ حکیم محمد اختر، مولانا،درس مثنوی، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی، 2015ء،ص31

[29]شاہ حکیم محمد اختر، مولانا،ترجمۃ المصنف، ص18-17

[30]اخوان، جلیل احمد، مولانا،تذکرہ مجمع البحار، ص28

[31]میر،سید عشرت جمیل، رشک اولیاء حیات اختر، ص 50،51

[32]اخوان، جلیل احمد، مولانا،سفرنامہ حرمین شریفین، ص30

[33]ندوی، محمداسجد قاسمی،اخترتاباں،ص26

[34]میر،سید عشرت جمیل،رشک اولیاء حیات اختر، ص 122-123

[35]ایضاً،ص632تا645

[36]ابن سرتاج عالم،مولانا،جامعہ اشرف المدارس،سہ ماہی فغان اختر، شیخ العرب والعجم نمبر،کراچی،ج1،شمارہ1، محرم تاربیع الاول1435ھ،ص349

[37]اراکانی،مولانامحمد صدیق،حضرت مولاناحکیم اخترصاحب بھی چل بسے،ماہنامہ حق نوائے احتشام،کراچی،شعبان 1434ھ، ص20

[38]ابن سرتاج عالم،مولانا،سہ ماہی فغان اختر، شیخ العرب والعجم نمبر،ج1،ش1،ص351

[39]ایضاً،ص353

[40]ایضاً،ص 356

[41]ایضاً،ص357

[42]ارمان، محمد ارمغان،مولانا،حضرت والاکے واقعات وکمالات حضرت والاکی زبانی،ایضاًص871

[43] www.khanqah.org

[44]ابن سرتاج عالم،مولانا،سہ ماہی فغان اختر، شیخ العرب والعجم نمبر،ج1،ش1،ص354

[45]اخوان، جلیل احمد،مولانا،سفرنامہ رنگون وڈھاکہ،خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال،کراچی،2016ء،ص50

[46]محمدارمغان ارمان،حضرت والاکےواقعات وکمالات حضرت والاکی زبانی،سہ ماہی فغان اختر، شیخ العرب والعجم نمبر،کراچی،ج1،ش1، محرم تاربیع الاول1435ھ،ص885

[47]میر،سید عشرت جمیل،رشک اولیاء حیات اختر،ص634

[48]www.elmedeen.com

[49]میر،سید عشرت جمیل،رشک اولیاء حیات اختر،ص456-459